NOS\NOTE2.tif not found.

11

نظم کا ارتقاء

تاریخ

اردو شاعری کی عمر تقریباً سات سو سال ہے اور اردو کے پہلے قابل ذکر شاعر امیر خسرو ہیں۔ حضرت امیر خسرو بنیادی طور پر فارسی کے شاعر تھے۔ اردو شاعری میں امیر خسرو نے ایک طریقہ تو یہ اختیار کیا کہ ایک مصرع فارسی لکھا اور ایک اردو، دوسرا یہ کہ آدھا مصرعہ فارسی کا اور آدھا اردو کا لکھا۔ تیسرا طریقہ یہ کہ دونوں مصرع اردو کے لائے بہت سی پہیلیاں، کہہ مکرنیاں، بابل اور پنگھٹ کے گیت ان سے منسوب ہیں۔

کاہے کو بیاہی بدیس رے لکھی بابل مورے
بھائیوں کو دینو محل دو محلے ہم کو دیا پردیس .... لکھی بابل مورے

وقت گزرتا گیا اور اردو زبان اپنا راستہ تلاش کرتی ہوئی عادل شاہی دور تک پہنچ گئی۔ بیجاپور میں عادل شاہی دور کی تخلیقی سرگرمیوں میں فن تعمیر، خطاطی اور شعر و ادب کو خاص اہمیت حاصل تھی لیکن سب سے زیادہ اہمیت شاعری کو حاصل ہوئی۔ شاعری ہر قسم کے خیالات و جذبات کے اظہار کا سب سے مقبول وسیلہ تھی۔ اس رجحان کے سبب شاعری اپنے دامن میں ہر قسم کے موضوعات سمیٹنے لگی۔

ابراہیم عادل شاہ ثانی کی کتاب 'نورس' اس کے ذوق شاعری اور ذوق موسیقی کا اظہار ہے۔ 'کتاب نورس' میں مخصوص راگ راگنیوں کے مطابق الگ الگ گیت ترتیب دیئے گئے ہیں۔

ابراہیم عادل شاہ ثانی کی علم پروری کی وجہ سے دکنی 'زبان' نے خوب ترقی کی اور اسی زمانے میں ''عبدل'' نے ''ابراہیم نامہ'' کے نام سے ایک طویل مثنوی لکھی جس میں ابراہیم کی ذات وصفات کو موضوع سخن بنایا گیا ہے۔

NOS\NOTE1.tif not found.

محمد قلی قطب شاہ اور ابراہیم عادل شاہ ثانی دونوں ہی ادب دوست تھے۔ دونوں ہی شاعر تھے اور ایسا تہذیبی ماحول پیدا کرنے کے خواہش مند تھے جہاں اہلِ قلم اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکیں۔ محمد قلی قطب شاہ کا دور فنی اور تخلیقی کاموں کی وجہ سے ہمیشہ یادگار رہے گا۔ قطب شاہی سلطنت کے اس زریں دور پر اردو اور تلنگی شاعری کی تاریخ ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔ اسی دور سلطنت میں شہر حیدرآباد بسا۔

محمد قلی قطب شاہ پُرگو اور اردو زبان کا پہلا صاحب دیوان شاعر ہے اس سے پہلے بھی شعراء کا کلام ملتا ہے مگر ان میں سے کسی نے اپنا دیوان باعتبار حروف تہجی ترتیب نہیں دیا تھا۔ اس کا اردو دیوان پچاس ہزار اشعار پر مشتمل تھا۔ اس میں اس نے زندگی کی ہر چھوٹی بڑی، اہم اور غیر اہم بات کو شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ اس کی کلیات میں نظمیں بھی بڑی تعداد میں شامل ہیں۔ وجہی کی قطب مشتری اردو کی قدیم ترین مثنویوں میں سے ایک ہے۔ قطب مشتری محمد قلی قطب شاہ اور مشتری کے عشق کی داستان ہے اور اسی مناسبت سے اس کا نام قطب مشتری رکھا گیا ہے۔ یہ مشتری وہی ہے جو بھاگ متی کے نام سے مشہور تھی۔

ولؔی دکنی تک آتے آتے اردو شاعری کی روایت تین سو سال سے بھی زیادہ پرانی ہوگئی تھی۔ دکنی ادب میں مثنویات، غزلیات اور قصائد کا ایک عظیم الشان ذخیرہ موجود تھا۔ ولؔی ایک باشعور شاعر تھا۔ اس نے ریختہ کے مزاج کے مطابق فارسی اور عربی سے مناسب بحریں تلاش کیں اور انہیں اردو کے قالب میں ڈھال دیا اور ساتھ ہی انتخاب الفاظ سے اردو شاعری کا مزاج مقرر کیا۔

دکن سے جب غزل شمالی ہندوستان پہنچی تو اسے سجانے سنوارنے کے لیے بڑے بڑے شاعر موجود تھے۔ آبرؔو، یگانؔہ، حاتؔم، شاہ مبارکؔ، میر تقی میرؔ وغیرہ۔ غزل کے ساتھ ساتھ نظمیں بھی لکھی جا رہی تھیں۔ شاہ مبارک کی نظمیں نگم بودھ گھاٹ اور میلا قابل ذکر ہیں۔

آگے بڑھنے سے پہلے بہتر ہوگا کہ نظم کے بارے میں کچھ بات کرلیں۔ شاعری کا وہ حصہ جو غزل کے زمرے میں نہیں آتا نظم کہلاتا ہے۔ نظم میں بہت سی اصناف ہیں مثلاً مثنوی، قصیدہ، مسدّس، مخمّس، نظم معریٰ آزاد نظم وغیرہ۔

جدید دور کے شعراء نے مثنوی کی صنف کو خوب استعمال کیا ہے۔ مولانا الطاف حسین حالؔی کی مثنوی 'حبّ وطن' موضوعات کے اعتبار سے ایک اضافہ ہے۔

حالی کے بعد اقبال کے یہاں مثنوی کا خوبصورت استعمال ملتا ہے۔ ان کی مشہور نظم ''ساقی نامہ'' مثنوی کی ہی صنف ہے۔ بیانیہ شاعری کے لیے مثنوی کی صنف سب سے زیادہ مفید ثابت ہوئی اقبالؔ کے بعد آنے والے شاعروں میں جوشؔ نے اس صنف کو نئی عظمت بخشی ہے۔

NOS\NOTE2.tif not found.

اردو نظم کی ایک بہت مشکل اور طاقتور صنف قصیدہ ہے۔ قصیدہ عموماً کسی کی تعریف میں لکھا جاتا ہے۔

نظم کی یہ صنف 'مسدّ س' بہت مشہور ہوئی ہے۔ اس میں ہر بند چھ مصرعوں کا ہوتا ہے۔ میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کے مرثیے مسدّس کے بہترین نمونے ہیں۔

پہلے تیروں سے کمان داروں نے چھاتی چھانی
نیزے پہلو پہ لگاتے تھے ستم کے بانی
سر پہ تلواریں چلیں، زخمی ہوئی پیشانی
خون سے تر ہوگیا حضرت کا رخ نورانی
جسم سب چور تھا پرزے تھے زرہ جامے کے
پیچ کٹ کٹ کے کھلے جاتے تھے عمامے کے

مولانا الطاف حسین حالیؔ کی نظم ''مدوجزر اسلام' مسدّس کی ہی شکل میں ہے اور اسے عام طور پر ''مسدّس حالی کہا جاتا ہے۔

پنڈت برج نارائن چکبستؔ کی نظم ''رامائن کا ایک سین' مسدّس کی ہی مثال ہے۔

مخمّس میں پانچ مصرعوں کا ایک بند ہوتا ہے۔ نظیر اکبر آبادی کی نظم آدمی نامہ اس کی ایک خوبصورت مثال ہے۔

یاں آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی
اور آدمی ہی تیغ سے مارے ہے آدمی
پگڑی بھی آدمی کی اتارے ہے آدمی
چلّا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور سن کے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ایسی نظم جس کے تمام مصرعے برابر کے ہوں مگر ان میں قافیہ نہ ہو نظم معرّا کہلاتی ہے شروع میں اسے نظم غیر مقفّی یا بے قافیہ نظم کہا جاتا تھا۔ کچھ لوگوں نے اسے نظم عاری بھی کہا ہے۔ آج کل اسے نظم معرّا ہی کہا جاتا ہے۔ فیض احمد فیضؔ کی یہ نظم، نظم معرّا ہے۔

پھر کوئی آیا دل راز، نہیں کوئی نہیں
راہ رو ہوگا، کہیں اور چلا جائے گا

ایسی نظم جس میں نہ تو قافیے کی پابندی کی گئی ہو اور نہ بحر کے استعمال میں مروجہ اصولوں کی پابندی کی گئی ہو، یعنی جس کے مصرعے چھوٹے بڑے ہوں آزاد نظم کہلاتی ہے۔ آزاد نظم میں مصرعے چھوٹے بڑے ہوسکتے ہیں۔ قافیے کی پابندی بھی نہیں، لیکن وزن ضروری ہے۔ مثال کے طور پر مخدوم محی الدین کی نظم ''چاند تاروں کا بن''۔

NOS\NOTE1.tif not found.

موم کی طرح جلتے رہے ہم شہیدوں کی تن
رات بھر جھلملاتی رہی شمع صبح وطن
رات بھر جگمگا تا رہا چاند تاروں کا بن
تشنگی تھی مگر............
تشنگی میں بھی سرشار تھے
پیاسی آنکھوں کے خالی کٹورے لیے
منتظر مردو زن............
....

نظم معرّا اور آزاد نظم کو فروغ دینے والے اہم شعراء میؔراجی، ن۔م۔راشدؔ، فیضؔ احمد فیضؔ اور اختر الایمانؔ وغیرہ ہیں۔ آج کل ہر قابل ذکر شاعر اس صنف میں طبع آزمائی کرتا ہے۔ آج کے نظم گو شعراء میں سردار علی جعفری، ساغؔر نظامی، کیفی اعظمی، بلراج کوملؔ وغیرہ کے مجموعے اٹھا کے دیکھئے تو آزاد نظم کے نمونے زیادہ ملیں گے۔ ان کے بعد کے شعراء میں شہریار، ندا فاضلی وغیرہ کے نام آتے ہیں۔

طویل نظم کی روایت اردو شاعری میں بہت پرانی ہے اور اس کی مثالیں ہیں ہماری مثنویاں اور مرثیے۔ جن میں ایک ہی موضوع پر طویل بیان ملتا ہے لیکن جدید طویل نظم مثنویوں اور مرثیوں سے مختلف ہے۔ آج طویل نظم کا شاعر ایک ہی نظم میں موضوع کے اتار چڑھاؤ کے اعتبار سے ایک سے زیادہ بحریں اور اصناف استعمال کرتا ہے۔ علی سردار جعفریؔ کی طویل نظم ''نئی دنیا کو سلام' اس کی ایک اچھی مثال ہے۔

طویل نظم ریاضت چاہتی ہے اس لیے اس صنف کی طرف کم شعراء توجہ دیتے ہیں۔
سانیٹ انگریزی سے مستعار لی گئی ہے چوتھی اور پانچویں دہائی میں اس کا چلن خوب تھا پوری نظم میں ۱۴ (چودہ) مصرعے ہوتے ہیں۔ اس کے شروع کے تین بند چار چار مصرعوں پر مشتمل ہوتے ہیں جس میں پہلا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ اور دوسرا تیسرا مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں۔

''ہائکو' یہ جاپانی شاعری کی صنف سخن ہے۔ اردو والوں نے اسے اپنانے کی کوشش کی مگر یہ صنف زیادہ مقبول نہ ہو سکی، اس میں کل تین مصرعے ہوتے ہیں پہلا اور تیسرا ہم قافیہ ہوتا ہے۔

اس جائزے سے ہمیں معلوم ہوا کہ اردو نظم کا دامن بہت مالا مال ہے اور نظم کا سفر جاری ہے نظم گو شعراء کی نئی نسل آرہی ہے اور

NOS\NOTE2.tif not found.

نئے نئے تجربے کر رہی ہے اور اگر یہ کہیں تو غلط نہ ہوگا کہ اردو شاعری میں بیسویں صدی نظم کی صدی ہے۔

اقبالؔ کے بعد نظم گو شعراء کا ایک بڑا قافلہ نظر آتا ہے جن میں مولانا اسمٰعیلؔ میرٹھی، تلوک چند محرومؔ، پنڈت برج نارائن چکبستؔ، اکبرالہٰ آبادی کے نام سرفہرست ہیں اور ایک نمایاں نام اردو کے بڑے شاعر جوشؔ ملیح آبادی کا ہے۔ جس نے نظم گوئی کو عام کیا ان کے ہم قدم ہم جن شعراء کو دیکھتے ہیں وہ ہیں فراق گورکھپوری، سیماب اکبر آبادی، ساغر نظامی، اور روش صدیقی وغیرہ۔

اس کے بعد زمانہ آتا ہے ترقی پسند تحریک اور حلقۂ ارباب ذوق کا جب موضوع اور ہیئت کے بے پناہ تجربے ہوئے اور اردو نظم کا دامن وسیع سے وسیع تر ہو گیا۔ یہاں اس شاعر کا نام لینا ضروری ہے جو غزل گوئی کے عروج کے دور میں پیدا ہوا لیکن جس نے عوامی موضوعات پر اس قدر نظمیں کہیں کہ وہ خود اپنے آپ میں ایک تحریک ہے۔ وہ ہے نظیر اکبر آبادی ' آدمی' روٹی، عید، بنجارہ وغیرہ ان کی اہم نظمیں ہیں۔

جو صفات نظیر اکبر آبادی کی شاعری میں تھیں یعنی عوام کا دکھ درد، اور ان کی جدوجہد۔ اس کو وقت کے نئے پیانے میں ڈھال کر جدید انداز سے ترقی پسند تحریک نے پیش کیا۔ ترقی پسند شاعری نے عوامی مسائل کے علاوہ ملک کی آزادی کی جدوجہد اور عالمی مسائل کو بھی اپنا موضوع بنایا اور اس طرح بیداری کی ایک نئی لہر آئی، اور ترقی پسند شعراء کا قافلہ ایک طے شدہ پروگرام کو ذہن میں رکھ کر آگے بڑھا۔ ترقی پسند تحریک نے اردو شاعری میں ایک نئی روح پھونک دی، اور وہ سب شعراء جو اپنے اپنے طور پر وطنی اور انقلابی شاعری کر رہے تھے ایک پرچم تلے جمع ہو گئے۔
اس تحریک نے خاص طور پر نظم گوئی اور مقصدیت پر زور دیا، مجازؔ، جذبیؔ، جاں نثار اخترؔ، ساحرؔ لدھیانوی، مخدومؔ محی الدین، فیض احمد فیضؔ، علی سردار جعفری، کیفی اعظمی، نیاز حیدرؔ، وامقؔ جونپوری، احمد ندیم قاسمی، وغیرہ سرفہرست ہیں ان لوگوں نے اردو نظم کے موضوع اور ہیئت کے نئے نئے تجربے کیے اور رفتہ رفتہ اردو نظم کو مقبولیت حاصل ہوئی۔

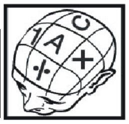

آپ نے کیا سیکھا

اردو شاعری کی عمر تقریباً سات سو سال ہے۔

اردو کے پہلے قابل ذکر شاعر امیر خسرو ہیں۔ انھوں نے بہت سی پہیلیاں، کہہ مکرنیاں اور لوک گیت لکھے۔ محمد قلی قطب شاہ اور ابراہیم عادل شاہ ثانی کی علم پروری کی وجہ سے دکنی زبان نے خوب ترقی کی اور اسی زمانے میں ابراہیم نامہ کے نام سے ایک طویل مثنوی لکھی گئی۔

شمالی ہندوستان میں ولی دکنی کے اثر سے جدید دور کے شعراء نے مثنوی کی صنف کو خوب استعمال کیا ہے۔ حالیؔ کی حب الوطنی

NOS\NOTE1.tif not found.

اور اقبال کا ساقی نامہ اس کی مثالیں ہیں۔

انیسؔ اور دبیرؔ نے مسدّس کی شکل میں مرثیے لکھے۔

نظیرؔ اکبرآبادی کی نظم ' آدمی نامہ' مخمس کی خوب صورت مثال ہے۔

جس نظم کے تمام مصرعے برابر ہوں مگر ان میں قافیہ ہو نظم کہلاتی ہے۔

ایسی نظم جس میں نہ تو قافیے کی پابندی ہو اور نہ بحر کی۔ جس کے مصرعے چھوٹے بڑے ہوں آزاد نظم کہلاتی ہے۔ لیکن ان نظموں میں وزن ضروری ہے۔

اقبالؔ، اسماعیل میرٹھی، تلوک چند محرومؔ، چکبستؔ، جوشؔ ملیح آبادی، فراقؔ، سیمابؔ، ساغر نظامی اور روش صدیقی نے جدید دور میں نظم گوئی کو عام کیا۔

ترقی پسند تحریک کے زمانے میں موضوع اور ہیئت میں بہت تجربے ہوئے۔ عوامی مسائل کے علاوہ ملک کی آزادی اور عالمی مسائل کو موضوع بنایا گیا۔

اختتامی سوالات 11.3

1. امیر خسروؔ کی شہرت کے اسباب لکھئے۔
2. دکن میں میں اردو شاعری کی ترقی کس دور میں ہوئی ؟
3. شمالی ہند میں اردو شاعری کا چلن کب شروع ہوا؟
4. مولانا حالیؔ ' حب الوطنی، اور اقبالؔ کا ' ساقی نامہ' کو نظم کی کس صنف میں رکھا جا سکتا ہے؟
5. انیسؔ اور دبیرؔ کی شہرت کی وجوہ بتایئے۔
6. نظم معرّا کی تعریف کیجئے۔
7. آزاد نظم کسے کہتے ہیں؟
8. چند نظم گو شاعروں کے نام لکھئے۔
9. ترقی پسند تحریک نے نظم گوئی میں کیا نئے تجربے کئے؟